محمد وسیم اختر مفتی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

(۲)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

عہد فاروقی

۱۴ھ: جنگ قادسیہ میں حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو قاضی مقرر کرنے کے ساتھ مال فے و غنائم تقسیم کرنے کی ذمہ داری دی۔ انھوں نے حضرت سلمان فارسی کو فوج کا واعظ اور داعی مقرر کیا۔

۱۵ھ: اس سال حضرت عمر نے وظائف کا دیوان مرتب کیا۔ انھوں نے جنگ بدر میں حصہ لینے والے صحابہ کے لیے پانچ ہزار درہم، جنگ بدر کے بعد صلح حدیبیہ تک ہونے والے غزوات میں شریک ہونے والے اصحاب کے لیے چار ہزار اور صلح حدیبیہ کے بعد فتنۂ ارتداد تک ہونے والی جنگوں میں حصہ لینے والے اہل ایمان کے لیے تین ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا۔ حضرت عمر نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں، حضرت حسن، حضرت حسین اور آپ کے دو صحابہ حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر غفاری کے لیے ان کے مرتبوں کی وجہ سے بدری صحابہ کے برابر وظیفہ جاری کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان کے پیش نظر رہا: سلمان کا تعلق ہم سے ہے، سلمان اہل بیت میں سے ہیں (مستدرک حاکم، رقم ۶۵۳۹۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۰۴۰)۔

ایک بار حضرت عمر نے حضرت سلمان فارسی سے پوچھا: میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ انھوں نے جواب دیا: اگر

آپ نے مسلمانوں کی سرزمین سے ایک درہم یا اس سے زیادہ یا کم بھی وصول کر کے ناجائز جگہ خرچ کر دیا تو آپ بادشاہ بن جائیں گے اور خلیفہ نہیں رہیں گے۔ اس پر حضرت عمر رو دیے۔

فتح مدائن (ctesiphon)

صفر ۱۶ھ (مارچ ۶۳۷ء): قدیم عراقی شہر بہر سیر فتح کرنے کے بعد اسلامی فوج کے کمانڈر حضرت سعد بن ابی وقاص نے مدائن کا رخ کیا۔ دونوں شہروں کے درمیان دریاے دجلہ حائل تھا۔ حضرت سعد نے دریا پار کرنے کے لیے کشتیوں کی تلاش کی تو پتا چلا کہ ساسانیوں نے اپنے قبضے میں کر رکھی ہیں۔ ماہ صفر کے چند دن بہر سیر میں گزر گئے تو لوگ دریا کے پار جانے کے لیے بے چین ہو گئے۔ اس اثنا میں حضرت سعد نے خواب میں دیکھا کہ مسلم فوج کے گھوڑے دریا میں گھس گئے ہیں اور بہ حفاظت اسے عبور کر لیا ہے۔ انھوں نے اس خواب پر عمل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو چھ سو سپاہی پانی میں کودنے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت سعد نے ان میں سے ساٹھ جوانوں کو حضرت عاصم بن عمرو کی سالاری میں ذمہ داری سونپی کہ ساحل کی حفاظت کریں اور لشکر کو دشمن کے حملوں سے بچائیں۔ چھ سو کا دستہ دریا پار کر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا تو حضرت سعد نے باقی فوج کو بھی کودنے کا حکم دے دیا، وہ خود دریا میں گھوڑا دوڑاتے ہوئے دعا کرتے جا رہے تھے: 'حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ' (اللہ ہی ہمارے لیے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے)۔ حضرت سلمان فارسی باتیں کرتے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ تیر رہے تھے اور فرما رہے تھے: اسلام کا طور نیا ہے، مسلمانوں کے لیے دریا اور سمندر اسی طرح مسخر کر دیے گئے ہیں، جس طرح خشکی ان کے تابع بنا دی گئی ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں سلمان کی جان ہے، اہل ایمان دجلہ سے اسی طرح فوج در فوج نکلیں گے، جس طرح اس میں کودے تھے۔ یوں جیش اسلامی طغیانی میں آئے ہوئے دجلہ سے گزر کر دوسرے کنارے پر پہنچ گیا اور حضرت سلمان فارسی کی قسم بھی پوری ہوئی۔ مالک بن عامر عنبری کے ایک لکڑی کے پیالے کے سوا کوئی چیز نہ کھوئی، اسے بھی دریا کی موجوں نے دوسرے کنارے پر پھینک دیا۔ ایک مسلمان غرقدہ (یا عرفدہ) بارقی گھوڑے سے پھسلا تو حضرت قعقاع نے اسے واپس بٹھا دیا۔ اس دن کو یوم الماء (پانی کا دن) کہا گیا۔ دشمن یہ کہتے ہوئے اپنا مال واسباب چھوڑ کر بھاگا کہ یہ تو انسان نہیں، جن ہیں۔

مدائن میں سب سے پہلے حضرت عاصم کا دستہ داخل ہوا، پھر حضرت قعقاع اپنے سپاہیوں کو لے کر آئے۔ اکثر ایرانی اپنے بادشاہ یزدگرد سمیت حلوان کو فرار ہو چکے تھے۔ پھر بھی حضرت سعد بن ابی وقاص نے مناسب

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سمجھا کہ ایوان کسریٰ، قصر ابیض میں داخل ہونے سے پہلے اس کے خالی ہونے کی تصدیق کر لیں۔ انھوں نے حضرت سلمان فارسی سے کہا کہ قصر ابیض (White Palace) کے باشندگان کو فارسی میں آواز دیں۔ حضرت سلمان تین دن تک انھیں پکارتے رہے۔ جب کوئی جواب نہ ملا تو حضرت سعد اپنی فوج لے کر ساسانیوں کے اس عالی شان محل میں داخل ہو گئے جہاں تیس کھرب دینار کا خزانہ اور سامان زیبایش جمع تھا۔ انھوں نے آٹھ رکعت نماز فتح ادا کی اور شاہی ایوان کو مسجد میں تبدیل کر دیا۔ صفر ۱۶ھ میں انھوں نے سرزمین عراق میں پہلا جمعہ پڑھایا۔

جنگ جلولا

یکم ذی قعد ۱۶ھ (۲۴ر نومبر ۶۳۷ء) فتح مدائن کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایرانیوں سے مزید جنگ کرنے کی کوئی پلاننگ نہ کی، کیونکہ خلیفۂ ثانی کی طرف سے ایسا حکم نہ ملا تھا۔ اس اثنا میں ایران کے بھگوڑے شاہ یزدگرد نے ایک بڑی فوج تیار کر کے، مہران کو کمانڈر مقرر کیا اور اسے مدائن سے پینتیس میل دور جلولا (کردی زبان میں: گولالہ) کے قلعہ نما شہر میں متعین کر دیا۔ قادسیہ میں ہلاک ہونے والے جرنیل رستم کے بھائی خرزاد بن فرخ زاد نے جلولا کے گرد خندق کھدوا کر اس کے گرد لوہے کی خاردار تار نصب کرا دی تھی۔ حضرت سعد کو علم ہوا تو انھوں نے حضرت عمر سے ہدایات مانگیں۔ حضرت عمر نے حضرت ہاشم بن عتبہ کی قیادت میں بارہ ہزار کی فوج جلولا بھیجنے کا حکم دیا۔ ایرانیوں کو قلعہ بند پا کر حضرت ہاشم نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ اڑھائی ماہ گزر گئے، ایرانی قلعہ سے نکل کر اسلامی فوج پر حملہ کرتے اور پسپا ہو کر لوٹتے۔ آخر کار تنگ آ کر ایک صبح انھوں نے پوری نفری کے ساتھ اسلامی فوج پر حملہ کر دیا۔ فریقین میں سخت جنگ ہوئی، عصر تک کوئی فیصلہ نہ ہوا تو مقدمہ کے کمانڈر حضرت قعقاع نے سپاہیوں کو اللہ پر توکل کرتے ہوئے یک جان ہو کر ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا۔ رات تک مسلمانوں نے خندق تک یلغار کر لی۔ سپاہی جنگ اگلے دن تک موقوف کرنا چاہتے تھے، لیکن حضرت قعقاع نے جنگ جاری رکھنے کا حکم دیا۔ ایرانی مجوسی فوج پسپا ہو کر الٹے پاؤں واپس ہوئی تو اپنی کھودی ہوئی خندق ہی راہ میں رکاوٹ بن گئی، سپاہی گاجر مولی کی طرح کٹنے لگے۔ ایک رات میں ایک لاکھ ایرانی کھیت رہے، باقیوں نے حلوان کو راہ فرار اختیار کی جہاں ان کا شکست خوردہ بادشاہ یزدگرد پناہ لیے ہوئے تھا۔ اسلامی فوج کو ملنے والے مال غنیمت کی مالیت تین کروڑ درہم تھی، اسلحہ اس کے علاوہ تھا۔ اسی قدر مال وہ مدائن میں حاصل کر چکے تھے۔ مال غنیمت تقسیم کرنے کی ذمہ داری حضرت سلمان فارسی (:ابن کثیر،

حضرت سلمان بن ربیعہ: طبری) کو دی گئی۔

تعمیر کوفہ

محرم ۱۷ھ (۶۳۹ء): مدائن میں سکونت اختیار کرنے کے بعد مسلمان سپاہیوں کی صحتیں خراب ہو گئیں۔ اس بات کو امیر المومنین نے بھی محسوس کیا۔ حضرت حذیفہ بن یمان نے خط لکھا: ناموافق آب و ہوا کی وجہ سے مسلمان فوجیوں کے پیٹ ساتھ لگ گئے ہیں، بازوؤں اور ٹانگوں سے گوشت اتر گیا ہے اور ان کے رنگ سیاہ ہو گئے ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس کی تائید کی تو حضرت عمر نے ہدایت بھیجی، یہاں کے لوگوں کو وہی آب و ہوا موافق ہو گی جو ان کے اونٹوں کے لیے سازگار ہو۔ انھیں دریاؤں سے دور خشک زمینوں میں آباد کرو جہاں پانی کے چشمے بھی ہوں۔ میرے اور تمھارے درمیان کوئی دریا یا پل نہ ہو۔ چنانچہ مناسب مقام کی تلاش میں حضرت سلمان فارسی (سلمان بن زیاد: ابن کثیر) دریاے فرات کے مغرب میں انبار تک گئے، لیکن کوئی جگہ پسند نہ آئی۔ حضرت حذیفہ بن یمان دریا کی مشرقی سمت میں گئے، پھرتے پھرتے حیرہ کے قریب اس مقام تک آئے جسے کوفہ کہا جاتا ہے، یعنی سرخ ریت اور سنگ ریزوں والی زمین۔ انھوں نے نئے شہر کے لیے اسی جگہ کا انتخاب کیا جو دریاے فرات کے قریب ہونے کے باوجود صحرا سے دور نہ تھی۔ حضرت حذیفہ اور حضرت سلمان نے اس جگہ نماز ادا کی اور نئے شہر کے لیے برکت و ثبات کی دعا مانگی۔ حضرت سعد مدائن سے آئے اور سب سے پہلے بلند ترین جگہ کی نشان دہی کر کے مسجد تعمیر کرائی۔ پھر انھوں نے ایک ماہر تیر انداز بلایا جس نے مسجد کے چاروں طرف ممکن حد تک دور تیر پھینکے۔ تیر گرنے کے مقامات تک کی جگہ بازار کے لیے چھوڑی گئی اور اس سے پرے عوام الناس نے حضرت عمر کی ہدایت کے مطابق نرسل کے گھر بنا لیے۔ ابن جوزی کہتے ہیں: کوفہ جنگ مدائن کے گیارہ ماہ بعد آباد ہوا۔

جنگ باب

۳۲ھ (۶۵۴ء): خلیفۂ سوم حضرت عثمان کے حکم پر گورنر کوفہ حضرت سعید بن العاص نے حضرت سلمان بن ربیعہ کی قیادت میں ایک مہم داغستان کے شہر باب الابواب (Derbent) یا دربند شروان روانہ کی۔ ادھر ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ نے خزر خاقانیت کے دارالخلافہ بلنجر پر حملہ کیا۔ اس پہلی عرب خزر جنگ میں حضرت عبدالرحمٰن اور ان کے بے شمار سپاہیوں نے شہادت پائی، اسلامی فوج شکست کھا کر دو

حصوں میں بٹ گئی۔ ایک حصہ باب (Derbent) کی طرف بھاگا اور حضرت سلمان بن ربیعہ کی قیادت میں آنے والی کمک سے جاملا۔ ایک گروہ جس میں حضرت سلمان فارسی، حضرت ابوہریرہ، علقمہ بن قیس اور حضرت خالد بن ربیعہ تھے، خزر کے راستے پر چلتے ہوئے گیلان پہنچا اور پہاڑوں پر چڑھتا ہوا جرجان میں منتشر ہو گیا۔ انجام کار حضرت سلمان بن ربیعہ کے جیش نے فتح پائی اور وہی باب (دربند) کے نئے عامل مقرر ہوئے۔

بستر مرگ پر

حضرت سلمان فارسی بیمار ہوئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے۔ حضرت سلمان رونے لگے تو حضرت سعد نے کہا: روکیوں رہے ہیں؟ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نہیں؟ وفات کے وقت آں حضرت آپ سے راضی تھے اور حوض کوثر پر آپ سے ملاقات کریں گے۔ حضرت سلمان نے کہا: میں موت کے ڈر اور دنیا کی حرص سے نہیں، بلکہ اس لیے رو رہا ہوں کہ آپ نے ہمیں نصیحت فرمائی تھی: تمھارے پاس دنیا میں گزارے کے لیے اتنا ہی سامان ہونا چاہیے جتنا ایک مسافر کا زاد راہ ہوتا ہے۔ میں نے آپ کی نافرمانی کر دی، میرے ارد گرد یہ ساز و سامان دنیا تو دیکھو، حالاں کہ ان کے پاس ایک تسلے، ایک پیالے اور ایک لوٹے کے سوا کچھ نہ تھا، اس سامان کی کل قیمت پچیس یا تیس درہم بنتی تھی۔ حضرت سعد نے کہا: ابوعبداللہ، ہم آپ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل پیرا رہیں گے۔ حضرت سلمان نے نصیحت کی: سعد، جب تم کوئی ارادہ کرو تو اللہ کو یاد رکھو، جب فیصلہ کرو تو اللہ کو یاد کرو اور جب مال تقسیم کرو تو اللہ کو یاد کرو (ابن ماجہ، رقم ۴۱۰۴۔ احمد، رقم ۲۳۷۱۱۔ حلیۃ الاولیاء ۶۱۴)۔ کسی ساتھی نے وصیت کرنے کو کہا تو فرمایا: کوشش کرنا کہ حج و عمرہ، جہاد یا قرآن مجید کو اگلی نسل تک منتقل کرتے ہوئے جان نکلے، آخری وقت فسق و فجور یا خیانت میں مبتلا نہ ہو جانا۔ جب مرض کی شدت زیادہ ہو گئی تو جنگ جلولا (یا جنگ بلنجر) میں ملنے والی مشک کی پڑیا منگوائی اور اپنی اہلیہ بقیرہ سے کہا: اسے پانی میں ملا کر میرے گرد چھڑکو اور بالا خانے کے چاروں دروازے کھول دو، اب میرے مہمان آنے والے ہیں جو خوشبو سونگھتے ہیں اور کھاتے کچھ نہیں، معلوم نہیں، کس دروازے سے داخل ہوں۔ کچھ ہی دیر میں نزع کا عالم طاری ہوا اور ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی (حلیۃ الاولیاء ۶۶۷)۔

حضرت سلمان کی عمر

مشہور روایت کے مطابق حضرت سلمان فارسی کا سن وفات ۳۶ھ (۶۵۷ء) ہے۔ ابن جوزی کا کہنا ہے کہ

وہ عہد عثمانی میں ۳۲ھ (۶۵۳ء) میں فوت ہوئے۔ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت سعد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود بھی حضرت سلمان فارسی کی عیادت کرنے آئے (التاریخ الکبیر، بخاری ۴۱)۔ حضرت ابن مسعود کی وفات (۳۴ھ) سے قبل ہوئی۔ اس حساب سے حضرت سلمان کا سن وفات ۳۲ھ یا ۳۳ھ بنتا ہے۔

حضرت سلمان کی عمر اڑھائی سو سال، بلکہ بعض روایات میں تین سو سال بیان کی جاتی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں: میں ان کی بتائی ہوئی اتنی عمر سے مطمئن نہیں اور اسے درست نہیں مانتا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کا ان کو کہنا کہ اسی سال گزار لینے کے بعد آپ کا رونے کا کیا مطلب، واضح کرتا ہے کہ ان کی عمر اسی کے لگ بھگ رہی ہو گی۔ ان کی ہمت، سرگرمی اور معمولات بتاتے ہیں کہ وہ اتنے بوڑھے نہ تھے۔ اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ پہنچے ہوں گے تو چالیس برس سے زیادہ نہ ہوں گے (سیر اعلام النبلاء: قصۃ سلمان الفارسی)۔ ابن حجر نے آخری عمر میں حضرت سلمان فارسی کی چستی اور نشاط کو خارق عادت پر محمول کرتے ہوئے ذہبی پر اعتراض کیا کہ انھوں نے اپنے خیال کی تائید میں کوئی سند پیش نہیں کی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مرقد

حضرت سلمان فارسی مدائن میں فوت ہوئے، ان کی آخری آرام گاہ انھی کے نام سے منسوب مدائن کے قصبے سلمان پاک میں ہے۔ یہ عراق کے دارالحکومت بغداد سے بیس میل (بتیس کلومیٹر) اور طاق کسریٰ (Kasra Taq یا ایوان مدائن) سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں ایک عالی شان مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان ان کے پہلو میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ کچھ شاذ روایات میں حضرت سلمان کا مدفن بیت المقدس یا اصفہان میں بتایا گیا ہے۔

خصائص ذاتی

ابو عبداللہ حضرت سلمان کی کنیت اور سلمان الخیر (سلمان المحمدی) لقب تھا۔ حضرت ابوہریرہ انھیں ابوالکتابین کے لقب سے پکارتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی دراز قامت تھے۔ ان کے بال گھنے اور کان لمبے تھے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں: حضرت سلمان فارسی فصحاے عرب کی طرح فصیح عربی بولتے تھے، تاہم ان کے شاگرد ابو عثمان نہدی کا کہنا ہے کہ عجمی لہجہ رکھنے کی وجہ سے ان کی بات سمجھنا مشکل ہوتی تھی۔

عائلی زندگی

ابوقرہ کندی نے حضرت سلمان فارسی کو اپنی ہمشیر سے شادی کی پیش کش کی، لیکن انھوں نے اپنی مالکہ بُقیرہ سے بیاہ کیا(احمد، رقم ۲۱۷۲۳)۔ بُقیرہ سے ان کی تین بیٹیاں ہوئیں۔ایک اصفہان میں رہی،جب کہ دو مصر میں مقیم ہوئیں، دو بیٹے عبداللہ اور محمد ہوئے۔ تیسرے بیٹے کثیر اور ایک بھائی بشیر کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی کے پوتے، پڑپوتے رے میں پانچ سو سال تک موجود رہے۔ان میں سے بدرالدین حسن بن علی، بخارا کے مہتمم امور شرعیہ ضیاء الدین، تاج الشعرا شمس الدین سوزنی، ابوکثیر بن عبدالرحمٰن اور ابواسحٰق کارزونی مشہور ہوئے (سلمان فارسی، استاندار مدائن، صادقی اردستانی ۳۷۷-۳۹۰)۔

توصیف سلمان بزبان نبی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سلمان ایران سے دین حق کی طرف سبقت کرنے والے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۲۹۹۵۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۵۴۱)۔ آپ نے یہ بھی فرمایا: سابقین چار ہیں، میں عرب سے سبقت کرنے والا ہوں، صہیب روم سے، سلمان فارس سے اور بلال حبشہ سے سبقت کرنے والے ہیں (مستدرک حاکم، رقم ۵۲۴۳۔ حلیۃ الاولیاء ۵۹۸)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

صلح حدیبیہ کے بعد کسی موقع پر ابوسفیان کی حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا: واللہ، اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن ماپ نہیں سکیں، ابوسفیان ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ حضرت ابوبکر نے جو پاس ہی تھے، انھیں ڈانٹا: تم قریش کے بزرگ اور سردار کو اس طرح کہہ رہے ہو؟ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چلا تو فرمایا: ابوبکر، ہو سکتا ہے، تم نے ان کو ناراض کر دیا ہو۔ تم نے انھیں غصہ دلایا تو گویا اپنے رب کو غضب ناک کر دیا۔ حضرت ابوبکر فوراً ان اصحاب کے پاس پہنچے اور معذرت کی۔ انھوں نے کہا: بھائی، اللہ آپ سے درگذر کرے، ہم آپ سے ہرگز ناراض نہیں ہوئے (مسلم، رقم ۶۴۹۶۔ المعجم الکبیر، احمد، رقم ۲۰۶۴۰۔ طبرانی، رقم ۱۴۴۵۶)۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ سورۂ جمعہ نازل ہوئی۔ آپ نے آیات 'هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ. وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ

الْحَكِيْمُ'، ''یہ اللہ ہی ہے جس نے امی قوم میں انھی سے تعلق رکھنے والا ایک رسول مبعوث کیا جو انھیں اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گم راہی میں پڑے تھے۔ اور ان میں سے کچھ دوسرے ہیں جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے، اللہ زبردست اور حکمت والا ہے'' (۶۲: ۲-۳) تلاوت کیں تو حضرت ابوہریرہ نے پوچھا: یارسول اللہ، یہ 'اٰخَرِيْنَ' کون ہیں؟ آپ نے جواب ارشاد نہ فرمایا، حتیٰ کہ انھوں نے تین دفعہ سوال دہرایا۔ حضرت سلمان فارسی حلقۂ اصحاب میں بیٹھے تھے، آپ نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اگر ایمان ثریا پر ہوتا تب بھی ان کی قوم میں سے ایک یا زیادہ اشخاص اسے پا لیتے (بخاری، رقم ۴۸۹۷۔ مسلم، رقم ۶۵۹۰۔ ترمذی، رقم ۳۳۱۰۔ احمد، رقم ۹۴۰۶۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۲۷۸)۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت 'وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ'، ''اگر تم دین اسلام کے لیے جہاد و انفاق کرنے سے روگردانی کرو گے تو اللہ تمھارے بدلے میں کوئی دوسری قوم منتخب کر لے گا، پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے'' (محمد ۴۷: ۳۸) تلاوت فرمائی تو صحابہ نے سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہمارے بدلے میں کس کو لایا جائے گا؟ حضرت سلمان فارسی پاس ہی بیٹھے تھے، آپ نے ان کے کندھے پر دست مبارک رکھ کر فرمایا: یہ اور ان کی قوم، یہ اور ان کی قوم (ترمذی، رقم ۳۲۶۰۔ مستدرک حاکم، رقم ۳۷۰۹)۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت تین اصحاب سے ملنے کی مشتاق ہے: علی، عمار اور سلمان (ترمذی، رقم ۳۷۹۷۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۶۲)۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، جب کہ ترمذی نے حسن اور غریب بتایا ہے۔ ذہبی کہتے ہیں: یہ ضعیف السند ہے۔ حضرت ابوبریدہ بیان کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں چار آدمیوں سے محبت کروں اور فرمایا: میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے ان کے نام بھی گنوائے: علی، ابوذر، مقداد اور سلمان (ترمذی، رقم ۳۷۱۸۔ ابن ماجہ، رقم ۱۴۹۔ احمد، رقم ۲۲۹۶۸۔ مستدرک حاکم، رقم ۴۶۴۹)۔ اس روایت کے راوی ابوربیعہ ایادی محل نقد ہیں۔ حیرت ہے کہ ان دونوں روایات میں صرف انھی صحابہ کے نام گنوائے گئے ہیں جن کی صحابیت کے شیعہ قائل ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کو سات معزز رفقا یا وزرا عطا کیے گئے، جب کہ مجھے چودہ نقیبوں کی

(سات قریش سے اور سات باقی مہاجرین میں سے) معیت حاصل ہے۔ ان کے نام یہ ہیں، علی، حسن، حسین، جعفر، حمزہ، ابو بکر، عمر، مصعب، بلال، سلمان، عمار، مقداد، حذیفہ اور عبداللہ بن مسعود (ترمذی، رقم ۳۷۸۵۔ احمد، رقم ۶۶۵، ۱۲۶۳)۔ ترمذی نے اس روایت کو حسن، غریب بتایا، جب کہ شعیب الارنؤوط نے احمد کی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت سلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کو تنہا ملاقات کرتے تھے، لگتا تھا کہ وہ ہمارا وقت بھی لے لیں گے (الاستیعاب ۶۳۶/۲۔ اسد الغابہ ۳۳۱/۲)۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی سے فرمایا: سلمان، مجھ سے بغض نہ رکھنا، مبادا کہ اپنا دین چھوڑ بیٹھو۔ حضرت سلمان نے کہا: یارسول اللہ، میں آپ سے بغض کیسے رکھ سکتا ہوں، اللہ نے آپ ہی کے ذریعے سے تو ہم سب کو ہدایت بخشی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم عربوں سے نفرت کرو گے تو یہ تمھاری مجھ سے نفرت ہو گی (ترمذی، رقم ۳۹۲۷۔ احمد، رقم ۲۳۷۳۱۔ مسند بزار، رقم ۲۵۰۲)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت علی اور حضرت سلمان فارسی

حضرت سلمان فارسی کے بارے میں حضرت علی کی رائے لی گئی تو فرمایا: وہ ہم اہل بیت میں سے تھے۔ حکیم لقمان کی طرح ان کو اول و آخر کا علم دیا گیا تھا، سمندر تھے جسے خشک نہیں کیا جا سکتا (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۲۹۹۶۔ حلیۃ الاولیاء ۶۰۲)۔

منصب خلافت پر فائز ہونے سے پہلے حضرت علی نے حضرت سلمان فارسی کو خط لکھا: حمد و ثنا کے بعد، بلاشبہ دنیا سانپ کے مانند ہے۔ مس کرنے میں تو ملائم اور نرم نرم لگتا ہے، مگر اس کا زہر جان لے لیتا ہے۔ جو تمھیں بھلا لگے، اس سے دور ہی رہو، کیونکہ دل لبھانے والی چیزوں میں سے کم ہی تمھارا ساتھ دیں گی۔ دنیا کے تفکرات کی پروا نہ کرو، اس لیے کہ تمھیں خود یقین ہے کہ وہ زائل ہو جائیں گے اور حالات پلٹ جائیں گے۔ دنیا سے بہت انس محسوس ہو تو اس سے مزید ہوشیار ہو جاؤ، کیونکہ دنیا چاہنے والا جب کسی خوشی سے سکون حاصل کرتا ہے تو یہی اسے ان پریشانیوں میں ڈال دیتی ہے جن سے آدمی بچنا چاہتا ہے۔ یوں وقتی سرور انس کو وحشت میں بدل دیتا ہے۔ والسلام (نہج البلاغۃ، رسائل امیر المومنین: ۶۸)۔

حضرت سلمان کے بارے میں دوسرے صحابہ کی آرا

حضرت معاذ بن جبل نے اپنے شاگرد یزید بن عمیرہ کو مزید تعلیم کے لیے حضرت سلمان فارسی کے پاس بھیجا۔

حضرت معاذ کا آخری وقت آیا تو پاس موجود لوگوں نے کہا: حضرت کوئی نصیحت فرمائیں۔ انھوں نے بٹھانے کو کہا، جب انھیں بٹھا دیا گیا تو فرمایا: علم اور ایمان اپنی جگہ پر ملتے ہیں، جو ان کی طلب رکھتا ہے، پا لیتا ہے۔ علم چار اصحاب کے پاس ڈھونڈنا: عویمر ابوالدرداء، سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن سلام (ترمذی، رقم ۳۸۰۴۔ احمد، رقم ۲۲۱۰۴)۔

ایک تابعی ابوسبرہ مدینہ آئے اور دعا کی کہ اللہ کوئی اچھا ہم نشیں میسر کر دے۔ حضرت ابوہریرہ سے ان کی ملاقات ہوئی تو خوش ہوئے کہ ان کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ نے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ بتایا: کوفہ سے، بہتر کی تلاش کرتے ہوئے مدینہ آیا ہوں۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: کیا تمھارے ہاں سعد بن ابی وقاص نہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے؟ ابن مسعود نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی لاتے اور آپ کی جوتیاں اٹھاتے تھے؟ حذیفہ جو رازدان رسول تھے؟ عمار جنھیں اللہ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے پناہ میں رکھنے کی خبر دی تھی؟ اور سلمان فارسی جو دو الہامی کتابوں ــــــ انجیل اور قرآن ــــــ کے عالم تھے؟ (ترمذی، رقم ۳۸۱۱۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۶۷۹)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوالدرداء

حضرت ابوالدرداء (اصل نام: حضرت عویمر بن زید یا قیس) حضرت سلمان فارسی کے انصاری بھائی تھے، وہ نوافل پڑھتے یا نفلی روزہ رکھتے تو حضرت سلمان فارسی انھیں منع کرتے۔ حضرت ابوالدرداء کہتے: آپ مجھے اپنے رب کا روزہ رکھنے اور اس کی نماز پڑھنے سے کیوں منع کرتے ہیں؟ جواب دیا: تمھاری آنکھ اپنا نیند کا حق چاہتی ہے اور تمھارے اہل خانہ اپنے لیے وقت کا تقاضا کرتے ہیں۔ ہر حق دار کا حق ادا کرو۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو فرمایا: سلمان علم سے سیر ہو گیا ہے (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۲۹۹۴۔ طبقات ابن سعد: سلمان الفارسی)۔

ایک جمعہ کے روز حضرت سلمان حضرت ابوالدرداء کے گھر گئے تو یہ دیکھ کر کہ ان کی اہلیہ حضرت خیرہ بنت

ابو حدرد نے میلے کچیلے کپڑے پہن رکھے ہیں، پوچھا: کیا ہوا؟ بتایا: آپ کے بھائی ابوالدرداء دنیا سے (عورتوں سے، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۸۱۳) بے نیاز ہو گئے ہیں۔ شب کو نوافل پڑھتے ہیں اور دن میں روزہ رکھ لیتے ہیں، اس وقت وہ سو رہے ہیں۔ حضرت سلمان نے اسی وقت کھانا پکوایا اور حضرت ابوالدرداء کو جگا کر پیش کیا۔ انھوں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان نے کہا: میں نہ کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ۔ چنانچہ ان کے اصرار پر حضرت ابوالدرداء نے روزہ کھول لیا۔ جب رات شروع ہوئی تو حضرت ابوالدرداء نوافل ادا کرنے کے لیے اٹھے، حضرت سلمان نے کہا: سو جاؤ، وہ سو گئے، لیکن کچھ ہی دیر کے بعد پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت سلمان نے پھر سونے کو کہا۔ رات کا آخری پہر ہوا تو انھوں نے حضرت ابوالدرداء کو خود جگایا، پھر دونوں بھائیوں نے تہجد پڑھی۔ اس موقع پر حضرت سلمان نے کہا: آپ کے رب کا آپ پر حق ہے، آپ کے نفس کا آپ پر حق ہے اور آپ کے گھر والوں کا آپ پر حق ہے۔ ہر حق دار کو اس کا حق ادا کیجیے۔ انھوں نے حضرت ابوالدرداء کو نصیحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی سنایا: قیام اللیل کے لیے جمعہ کی شب اور روزہ رکھنے کے لیے جمعہ کا دن منتخب نہ کرو۔ دونوں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت سلمان فارسی کے عمل کا تذکرہ ہوا تو آپ نے حضرت ابوالدرداء کی ران پر ہاتھ مار کر تین بار فرمایا: اے عویمر، سلمان نے سچ کہا، وہ تم سے بہتر جانتا ہے (بخاری، رقم ۱۹۶۸۔ ترمذی، رقم ۲۴۱۳۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۱۴۴۔ مسند بزار، رقم ۲۵۴۳۔ مصنف عبدالرزاق، رقم ۷۸۰۳)۔ حضرت سلمان نے مزید کہا: اونٹ کو اتنا تیز نہ دوڑاؤ کہ وہ مرنے والا ہو جائے اور نہ رک رک کر چلو کہ پچھلی سواریاں آگے نکل جائیں، درمیانی چال چلو، اونٹوں کی انتہائی رفتار کو پہنچ جاؤ گے اور رات کے پہلے اور آخری حصے میں سفر جاری رکھ سکو گے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ایک نیک کام شروع کر کے اسے مکمل نہ کرنا اچھا نہیں، اس لیے فقہا کی اکثریت کا خیال ہے کہ نفلی روزہ توڑنے کی قضا مستحب ہے، امام ابو حنیفہ ہر حال میں قضا کو واجب قرار دیتے ہیں، جب کہ امام مالک صرف اس صورت میں وجوب کے قائل ہیں جب روزہ کسی عذر کے بغیر توڑا گیا ہو۔

حضرت ابوالدرداء سے خصوصی تعلقات کی بنا پر حضرت سلمان فارسی نے انھیں مسجد سے چپکے رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا: ہر متقی مسجد کو گھر سمجھتا ہے۔ جو لوگ مسجدوں کو اپنا گھر بناتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راحت و رحمت اور پل صراط سے گزر جانے کی ضمانت دی ہے (مسند بزار، رقم ۲۵۴۶۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۱۴۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالدرداء کا حضرت سلمان سے بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ خلافت راشدہ کے زمانے میں حضرت ابوالدرداء شام میں، جب کہ حضرت سلمان عراق میں بس گئے۔ حضرت ابوالدرداء نے حضرت سلمان کو خط لکھا: اللہ نے مجھے بہت مال و دولت عطا کیا ہے اور میں ارض مقدسہ (فلسطین) میں آباد ہو گیا ہوں۔ حضرت سلمان نے جواب بھیجا: خیر مال و اولاد کی کثرت سے نہیں ملتا، بلکہ تب ملتا ہے جب تمھاری دانش بڑھ جائے اور تمھارا عمل تمھارے لیے نفع مند ہو جائے۔ اسی طرح زمین کسی کو مقدس نہیں بناتی، بلکہ انسان کو اس کا عمل مقدس بناتا ہے (اسد الغابہ ۲/ ۳۳۱۔ حلیۃ الاولیاء ۶۵۲)۔

حضرت سلمان فارسی اور حضرت حذیفہ

حضرت حذیفہ مدائن میں تھے تو لوگوں کو وہ باتیں بتا دیتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صحابہ سے خفا ہو کر کہی تھیں۔ جب یہ حضرت سلمان فارسی سے ان باتوں کا ذکر کرتے تو وہ کہتے: ان کا حذیفہ ہی کو زیادہ علم ہو گا۔ یہ واپس حضرت حذیفہ کے پاس پہنچتے اور کہتے کہ حضرت سلمان آپ کی باتوں کی تصدیق کرتے ہیں نہ تردید۔ چنانچہ حضرت حذیفہ خود حضرت سلمان سے ملنے گئے اور پوچھا: کیا امر مانع ہے کہ آپ ان ارشادات کی تصدیق نہیں کرتے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھے ہیں۔ حضرت سلمان نے کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے خفا ہوتے تو اس کا اظہار کر دیتے تھے اور جب خوش ہوتے تو کلمات رضا بھی ارشاد کر دیتے تھے۔ کیا آپ اس بات سے رک نہیں سکتے کہ ان فرامین رسول کو بیان کر کے لوگوں میں کچھ اصحاب رسول سے محبت اور دوسروں سے بغض پیدا کریں اور اس طرح امت میں تفرقے اور اختلاف کو ہوا دیں۔ آپ جانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے دعا فرمائی تھی: اے اللہ، میں بھی ابن آدم ہوں، غصے میں آ جاتا ہوں۔ تو نے مجھے رحمۃً للعالمین بنا کر بھیجا ہے، اس لیے اپنی امت میں سے جس کو بھی میں نے غصے میں برا بھلا کہا ہو یا لعنت ملامت کی ہو، روز قیامت اس پر رحمت بے حساب کر دینا۔ بخدا حذیفہ ، آپ ایسا کرنا چھوڑ دیں، نہیں تو میں امیر المومنین عمر کو لکھ بھیجوں گا۔ بعد میں یہ معاملہ سلجھ گیا اور خط لکھنے کی نوبت نہ آئی (ابوداؤد، رقم ۴۶۵۹۔ احمد، رقم ۲۳۷۲۱۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۶۱۵۶)۔

فقر اختیاری اور محنت کی کمائی

عہد رسالت میں حضرت سلمان اصحاب صفہ کے فقرا میں شامل تھے۔

اپنی گورنری کے زمانہ میں وہ کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنا کر بیچتے اور اس سے گھر کا خرچ چلاتے، حالاں کہ سرکاری عہدہ رکھنے کی وجہ سے انھیں بیت المال سے گزارے کا خرچ لینے کی اجازت تھی۔ کہتے ہیں: میں ایک درہم کے پتے خریدتا ہوں اور ٹوکری بنا کر تین درہم کی بیچ دیتا ہوں، ایک درہم صدقہ کر دیتا ہوں، ایک درہم کے اور پتے لے لیتا ہوں اور ایک درہم سے گھر کا خرچ چلاتا ہوں۔ امیر المومنین عمر منع کریں تو بھی نہ رکوں (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۸۰۷)۔

ایک شخص ابو عزرہ نے حضرت سلمان فارسی کی بہت خوبیاں سنیں تو ان سے ملنے قادسیہ آیا تو دیکھا کہ وہ جھولا (زنبیل) سی رہے ہیں اور کھال رنگ رہے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۸۲۳)۔

حضرت سلمان فارسی اپنی محنت کی کمائی سے کھانا بناتے اور کوڑھیوں کو بلا کر ان کے ساتھ کھاتے (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۸۰۶۔ حلیۃ الاولیاء ۶۳۲)۔

ایک شخص حضرت سلمان سے ملنے ان کے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ آٹا گوندھ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا: حضرت، یہ کیا؟ حضرت سلمان نے جواب دیا: ہم نے خادم کو کسی کام سے بھیج رکھا ہے۔ اب نہیں چاہتے کہ اس سے دو دو کام کرائیں (حلیۃ الاولیاء ۶۳۶)۔

تقویٰ اور دنیا سے بے اعتنائی

زید بن صوحان نے حضرت سلمان فارسی کو وسق بھر غلہ (آج کل کے حساب سے ایک سو تیس کلو) خریدتے دیکھا تو کہا: ابو عبداللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو کر اتنا غلہ لے رہے ہیں؟ حضرت سلمان نے جواب دیا: انسان جب اپنا رزق اکٹھا کر لیتا ہے تو مطمئن ہو کر عبادت کے لیے فارغ ہو جاتا ہے اور اس کے وسوسے زائل ہو جاتے ہیں (حلیۃ الاولیاء ۶۶۴)۔

حضرت جریر بن عبداللہ کا مکہ سے کوفہ جانے والے راستے پر واقع وادی صفاح سے گزر ہوا تو ایک شخص کو سخت گرمی میں درخت کے سائے میں عبا اوڑھے سویا ہوا دیکھا، کچھ کھانا پاس پڑا تھا، توشہ دان سر کے نیچے تھا۔ انھوں نے سواری سے اتر کر دیکھا تو وہ حضرت سلمان فارسی تھے۔ حضرت جریر نے کہا: ہم نے تو آپ کو سایہ مہیا کیا تھا۔ حضرت سلمان نے جواب دیا: جو دنیا میں تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ روز قیامت اسے بلند کرے گا اور جو دنیا میں بڑا بننے کی کوشش کرتا ہے، اللہ اسے آخرت میں پست کر دے گا۔

حضرت سلمان فارسی نے اللہ تعالیٰ کا فرمان 'وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ. لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ط

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

لِكُلِّ بَابٍ مِّنۡهُمۡ جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ'، ''بلا شبہ، ان سب منکروں کا وعید کردہ ٹھکانا جہنم ہے، جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے سے ان کا طے شدہ مخصوص حصہ داخل ہو گا'' (الحجر ۱۵: ۴۳-۴۴) سنا تو خوف سے تین دن دیوانہ وار بھاگتے رہے۔ انھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو کہا: یارسول اللہ، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اللہ کے اس ارشاد نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ تب اگلی آیت نازل ہوئی: 'اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ. اُدۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيۡنَ'، ''بے شک، اللہ سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں پہنچیں گے۔ ان سے کہا جائے گا: ان جنتوں میں داخل ہو جاؤ سلامتی کے ساتھ بے خوف و خطر'' (الحجر ۱۵: ۴۵-۴۶)۔

حضرت سلمان فارسی سے پوچھا گیا: آپ کو امارت و حکومت بری کیوں لگتی ہے؟ کہا: یہ ماں کے دودھ کی طرح ہے، ملنے پر میٹھی لگتی ہے اور اس کا چھوٹنا کڑوا لگتا ہے۔

حضرت سلمان کا کوئی گھر نہ تھا، جہاں چھاؤں ملتی، بسیرا کر لیتے۔ ایک شخص نے کہا: میں آپ کو گھر نہ بنا دوں جو گرمیوں میں سایہ مہیا کرے اور سردیوں میں آرام دے۔ اسے ہدایت کی: اس طرح بنانا کہ جب تم کھڑے ہو تو چھت سر کو لگے اور لیٹو تو پاؤں دیوار کو لگیں (مصنف عبدالرزاق، رقم ۲۰۶۳۱)۔

حضرت سلمان کے گدھے کا چارہ چوری ہو گیا تو غلام یا باندی سے کہا: اگر مجھے قصاص کا ڈر نہ ہوتا تو تمھیں ضرور پیٹتا۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com